نہیں۔ مبدا فیض نے انہیں نہایت صاف ستھرا علمی اور ادبی ذوق عطا کیا تھا۔ وہ ایک اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز تھے اور ان کی سرکاری مصروفیات کی کوئی حدو نہایت نہیں تھی۔ لیکن انہوں نے ان مصروفیات کو اپنے شغفِ علم و ادب اور ذوقِ مطالعہ وتحقیق میں کبھی حارج نہ ہونے دیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کے قلم سے چند ایسی گرانقدر تالیفات معرضِ وجود میں آئیں جو اردو زبان کے لیے مایۂ افتخار ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی ان تالیفات میں سے ایک ہے۔ اس میں فاضل مؤلف نے بڑے دلکش اور پُر مغز انداز میں مرزا غالب کا سوانحی خاکہ پیش کیا ہے۔ غالب کو ہمارے ادب میں جو اعلیٰ مقام حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ غالب کی قد آور شخصیت اور شیخ محمد اکرام کے بہایہ آفریں قلم نے اس کتاب کو دو آتشہ بنا دیا ہے۔ فاضل مؤلف کا اسلوبِ نگارش ثقاہت اور متانت کا حامل ہونے کے باوجود نہایت شگفتہ ہے اور قاری کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ یہ اس بلند پایہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے جسے ادارہ ثقافتِ اسلامیہ نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اہلِ ذوق اس کتاب کی اسی طرح پذیرائی کریں گے جس کی یہ مستحق ہے۔

شعر و ادب

حرفِ آخر

اسرار احمد سہاوری

زمیں سے سوئے آسماں ہم چلے ہیں
یہ دیکھو کہاں سے کہاں ہم چلے ہیں

ستاروں کے سارے جہاں ڈھونڈ کر اب
ورائے زمان و مکاں ہم چلے ہیں

ہے اپنا ہی نقشِ کفِ پا ہویدا
خراماں خراماں جہاں ہم چلے ہیں

جہاں کے مکینوں سے اکتا کے ہمدم
مکاں سے سوئے لامکاں ہم چلے ہیں

نہ بہلا کسی طرح فرقت میں یہ دل،
ذرا اب سوئے آسماں، ہم چلے ہیں

نہ معلوم منزل کہاں ہے اب اس کی
پئے دل نہ جانے کہاں ہم چلے ہیں

نہ دیتی تھی دنیا اجازت سفر کی
اب اس کی نظر سے نہاں ہم چلے ہیں

الجھتے رہے خارزاروں میں اب تک
سفر پر سوئے گلستاں ہم چلے ہیں

نہ اسرار تم دل کو اپنے دکھانا
زمیں سے سوئے کہکشاں ہم چلے ہیں